سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد : تیسری

رسالہ نمبر 4

رسالہ ضمنیہ
الظفر لقول زفر ۱۳۳۵ھ

وقت کی تنگی کے باعث جوازِ تیمّم کے بارے میں امام زفر کے قول کی تقویت کا بیان (ت)

پیشکش : مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ ضمنیہ

الظفر لقول زفر ۱۳۳۵ھ

وقت کی تنگی کے باعث جوازِ تیمّم کے بارے میں امام زفر کے قول کی تقویت کا بیان (ت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ثم اعلم(۱) ان جواز التیمم لخوف فوت الوقت قول الامام زفر رحمہ اللہ تعالٰی علی خلاف مذھب ائمتنا الثلٰثۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم وقد وافقوہ فی روایۃ وشیدتہ فروع واختارہ کبراء وقوی دلیلہ محققون وبیان ذلک فی جمل۔ **الجُملۃ الاولٰی** موافقۃ ائمتنا الثلٰثۃ فی روایۃ قال الشامی ھو قول زفر وفی القنیۃ انہ روایۃ عن مشائخنا بحر اھ۔ ثم قال قد علمت من کلام القنیۃ انہ روایۃ عن مشائخنا	واضح ہو کہ امام زفر رحمہ اللہ تعالٰی ہمارے تینوں ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے مذہب کے برخلاف وقت فوت ہونے کے اندیشہ سے تیمّم کو جائز کہتے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ سے ایک روایت مذہب امام زفر کے موافق بھی آئی ہے متعدد جزئیات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ کچھ بزرگوں نے اسے اختیار بھی کیا ہے اور کئی محققین نے ان کی دلیل کو تقویت بھی دی ہے۔ اس کا تفصیلی بیان جملہ کے عنوان سے چند جُملوں میں رقم کیا جاتا ہے: **جملہ اُولٰی ائمہ ثلاثہ کی موافقت** ہمارے تینوں ائمہ کی ایک روایت مذہب امام زفر کے موافق آئی ہے اس سے متعلق علامہ شامی لکھتے ہیں: "یہ امام زفر کا قول ہے اور قنیہ میں ہے کہ ہمارے مشائخ سے بھی ایک روایت میں یہی منقول ہے۔ بحر"۔ اھ پھر شامی فرماتے ہیں: اس سے پہلے قنیہ کی عبارت سے معلوم ہوچکا ہے کہ یہ

الثلثة رضی اللہ تعالٰی عنہم [1] اھ۔ **اقول:** (۱) رحمہ اللہ تعالٰی قد ابعد النجعة واتی بغیر صریح فان لفظ البحر عند قولہ لالفوت جمعة قدقدمنا عن القنیة ان التیمم لخوف فوت الوقت روایة عن مشائخنا [2] اھ والذی قدم عند قولہ لبعدہ میلا بعد ذکر فرع الکلة الاٰتی لایخفی ان ھذا مناسب لقول زفر لالقول ائمتنا فانھم لایعتبرون خوف الفوت وانما العبرة للبعد کما قدمناہ کذا فی شرح منیة المصلی لکن ظفرت بان التیمم لخوف فوت الوقت روایة عن مشائخنا ذکرھا فی القنیة فی مسائل من ابتلی بلیتین [3] اھ	ہمارے تینوں مشائخ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی ایک روایت ہے"۔اھ۔(ت) **اقول:** خدا اپنی رحمت سے علامہ کو نوازے تلاش مطلوب میں بہت دُور نکل گئے اور نقل وہ پیش کی جو صریح نہیں۔اس لئے کہ **لالفوت الجمعة** (فوتِ جمعہ کے اندیشہ سے جواز تیمّم نہیں) کے تحت بحر کے الفاظ یہ ہیں: "ہم قنیہ کے حوالے سے پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ وقت نکل جانے کے اندیشہ سے جوازِ تیمّم ہمارے مشائخ کی ایک روایت ہے"۔اھ اور اس سے پہلے جو ذکر کیا ہے وہ ان کی درج ذیل عبارت ہے جو **لبعدہ میلا** کے تحت کِلّة (مچھّر دانی یا اسی قسم کا خیمہ) سے متعلق آنے والے جزئیہ کو ذکر کرنے کے بعد لکھی ہے: "پوشیدہ نہ رہے کہ یہ مسئلہ قول امام زفر سے مناسبت رکھتا ہے ہمارے ائمہ کے قول سے مناسبت نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ ان کے نزدیک فوت وقت کے اندیشہ کا اعتبار نہیں۔ صرف دُوری کا اعتبار ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا۔ منیۃ المصلی کی شرح میں بھی ایسا ہی ہے۔ لیکن مجھے یہ بیان بھی ملا کہ وقت نکل جانے کے اندیشہ سے جواز تیمّم ہمارے مشائخ سے بھی ایک روایت میں آیا ہے۔ اسے قنیہ میں دو مصیبتوں میں مبتلا ہونے والے سے متعلق مسائل کے تحت بیان کیا ہے"۔اھ (ت)

[1] ردالمحتار باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/۱۸۰

[2] البحرالرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۵۹

[3] البحرالرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۰

فالمعروف اطلاق مشائخنا علی من بعد الائمة رضی الله تعالٰی عنهم نعم قد یستفاد من هذا الاستدراك ان مراده بمشائخنا الائمة الثلثة والاوضح سندا والاجل معتمدا مافی الحلیة والغنیه عن المجتبی عن الامام شمس الائمة الحلوانی المسافر (۱) اذا لم یجد مکانا طاهرا بأن کان علی الارض نجاسات وابتلت بالمطر واختلطت فأن قدر علی ان یسرع المشی حتی یجد مکانا طاهرا للصلاة قبل خروج الوقت فعل والا یصلی بالایماء ولایعید ثم قال الحلوانی اعتبر ههنا خروج الوقت لجواز الایماء ولم یعتبره لجواز التیمم ثمه وزفر سوی بینهما وقد قال مشائخنا فی التیمم انه یعتبر الوقت ایضا والروایة(۲) فی هذا روایة له اذلافرق بینهما والروایة فی فصل التیمم روایة فی هذا ایضا قال الحلوانی فاذا فی المسألتین جمیعا روایتان [4] اھ۔	یہ صریح اس لئے نہیں کہ معروف یہ ہے کہ مشائخ کا لفظ ان حضرات کیلئے استعمال ہوتا ہے جو ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے بعد آئے ہیں ہاں ان کے اس استدراک (لیکن مجھے یہ بیان بھی ملا الخ) سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ "ہمارے مشائخ" کے لفظ سے وہ ائمہ ثلاثہ کو مراد لے رہے ہیں۔ سند کے لحاظ سے زیادہ واضح اور اعتماد کے لحاظ سے زیادہ جلیل القدر عبارت وہ ہے جو حلیہ اور غنیہ میں مجتبی سے،اور اس میں امام شمس الائمہ حلوانی سے منقول ہے: "مسافر کو جب پاک جگہ نہ ملے اس طرح کہ زمین پر نجاستیں پڑی ہُوئی تھیں اور زمین بارش سے بھیگ کر نجاستوں سے آلودہ ہوگئی تو اگر وہ یہ کر سکتا ہو کہ تیز چل کر ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وقت نکلنے سے پہلے اسے نماز پڑھنے کیلئے کوئی پاک جگہ مل جائے گی تو ایسا ہی کرے ورنہ اشارے سے نماز ادا کرلے اور اس کا اعادہ اس کے ذمہ نہیں" پھر حلوانی فرماتے ہیں: جواز اشارہ کیلئے یہاں خروج وقت کا اعتبار فرمایا ہے اور وہاں جوازِ تیمّم کیلئے اس کا اعتبار نہیں کیا۔ اور امام زفر نے دونوں جگہ برابری رکھی۔ اور ہمارے مشائخ نے تیمّم کے بارے میں فرمایا ہے کہ وقت کا بھی اعتبار ہوگا اور اس (مسئلہ مسافر) میں روایت کا ہونا اُس (مسئلہ تیمّم) میں بھی روایت ہونا ہے کیونکہ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اور مسئلہ تیمّم میں روایت کا ہونا اس (مسئلہ مسافر) میں بھی روایت ہونا ہے۔ حلوانی فرماتے ہیں: تو دونوں ہی مسئلوں میں دو۲ دو۲ روایتیں ہوں گی"۔اھ (ت)

اقول: الضمیر فی قوله اعتبر ههنا ولم یعتبر ثم لمحمد ومسألة المسافر قول ائمتنا فالروایة عنهم فیها روایة عنهم فی التیمم انه یجوز لخوف فوت الوقت ومسألة التیمم انه لایجوز	**اقول:** ان کی عبارت اعتبر ھنا،ولم یعتبر ثم (یہاں اعتبار فرمایا اور وہاں اعتبار نہ کیا) میں ضمیر امام محمد کیلئے ہے۔ اور مسئلہ مسافر ہمارے ائمہ کا قول ہے تو اس مسئلہ میں ان سے روایت ہونا تیمّم کے بارے میں بھی ان سے یہ روایت ہونا ہے کہ

[4] غنیۃ المستملی فصل فی التیمم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۸۳

لحفظ الوقت ایضاً قولھم فالروایۃ فیھا روایۃ فی مسألۃ المسافر انہ یمشی حتی یخرج من ذلك المکان ولایصلی ثمہ وان خرج الوقت فاذن لھم فی کلتا المسألتین قولان غیران مسألۃ المسافر اشتھرت بحکم الاجازۃ ومسألۃ التیمم بحکم المنع فھذا اقوی مایوجد من تقویۃ قول زفر بموافقۃ ائمتنا الثلثۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

وقت نکل جانے کے اندیشہ سے بھی جائز ہے اور مسئلہ تیمّم کہ حفظِ وقت کے پیشِ نظر تیمّم جائز نہیں یہ بھی ہمارے ائمہ کا قول ہے تو اس میں روایت ہونا مسئلہ مسافر میں بھی روایت ہونا کہ وہ اس جگہ سے چل کر نکل جائے اور وہاں نماز نہ پڑھے اگرچہ وقت جاتا رہے۔ اس تفصیل سے ظاہر ہوا کہ دونوں ہی مسئلوں میں ان کے دو۲ قول ہیں، یہ بات الگ ہے کہ مسئلہ مسافر حکم اجازت سے مشہور ہوگیا اور مسئلہ تیمّم حکم ممانعت سے شہرت پاگیا ہمارے ائمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی موافقت سے امام زفر کے قول کی تقویت پر دستیاب ہونے والی یہ سب سے زیادہ قوی سند ہے۔

الجملۃ الثانیۃ فروع التشیید واختیار الکبراء قال فی الحلیۃ فی بیان قول زفر قد نقل الزاھدی فی شرحہ ھذا الحکم عن اللیث بن سعد وقد ذکر ابن خلکان انہ رأی فی بعض المجامیع ان اللیث(۱) کان حنفی المذھب واعتمد ھذا صاحب الجواھر المضیئۃ فی طبقات الحنفیۃ فذکرہ فیھا منھم[5] اھ

جملہ ثانیہ تائیدی جزئیات

اور بزرگوں کے قولِ امام زفر اختیار کرنے سے متعلق ہے۔ حلیہ میں قول امام زفر کے بیان میں ہے: "زاہدی نے اپنی شرح میں یہ حکم امام لیث بن سعد سے نقل کیا ہے۔ ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ بعض تالیفات میں انہوں نے یہ دیکھا کہ امام لیث حنفی المذہب تھے صاحب الجواہر المضئیۃ فی طبقات الحنفیہ نے اس پر اعتماد کیا اور اپنی کتاب میں امام لیث کا بھی ذکر کیا اھ

[5] ردالمحتار باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/۱۸۰

قال الشامی ثم رأیته منقولا عن ابی نصر بن سلام وھو من کبار الائمۃ الحنفیۃ قطعا[6] اھ۔ **اقول:** وفی جامع الرموز التقیید بالمیل یدل علی ان فی الاقل لم یتیمم وان خاف خروج الوقت کما فی الارشاد لکن فی النوازل انہ یتیمم حینئذ[7] اھ بل فی الخلاصۃ لولم یعلم ان بینہ وبین الماء میلا اواقل اواکثر ولکن خرج لیحتطب ولم یجد الماء ان کان بحال لوذھب الی الماء خرج الوقت تیمّم فی اٰخر الوقت ھکذا فی النوازل[8] اھ۔وفی الحلیۃ اطلق الفقیہ ابواللیث فی خزانۃ الفقہ جواز التیمم اذا کان بینہ وبین الماء مسافۃ لایقطعھا فی وقت الصلاۃ[9] اھ وفیھا عن المجتبی والقنیۃ وفی الھندیۃ عن الزاھدی والکفایۃ کلھا عن جمع العلوم لہ التیمم فی کلۃ لخوف البق او مطر اوحر شدید[10] اھ	شامی فرماتے ہیں: پھر میں نے دیکھا کہ یہ قول ابو نصر بن سلام سے بھی منقول ہے جو بلاشبہ کبار ائمہ حنفیّہ میں ہیں"۔اھ (ت) **اقول:** جامع الرموز میں ہے: "میل کی قید یہ بتاتی ہے کہ اس سے کم دوری ہو تو تیمّم کی اجازت نہیں اگرچہ وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو، جیسا کہ ارشاد میں ہے لیکن نوازل میں ہے کہ ایسے وقت میں تیمّم کرلے"۔ اھ۔ بلکہ خلاصہ میں ہے کہ: "اگر یہ پتا نہ ہو کہ اس کے اور پانی کے مابین ایک میل کا فاصلہ ہے کہ یا کم وبیش ہے لیکن (جنگل سے) لکڑی لانے کیلئے نکلا اور اسے پانی نہ ملا اگر ایسی حالت ہو کہ پانی تک جائے تو وقت نکل جائے گا تو وہ آخر وقت میں تیمّم کرلے۔ ایسا ہی نوازل میں ہے"اھ (ت) اور حلیہ میں ہے: "فقیہ ابو اللیث نے خزانۃ الفقہ میں اس صورت میں تیمّم کو مطلقًا جائز کہا ہے جب اس کے اور پانی کے مابین اتنی مسافت ہو جسے وقتِ نماز کے اندر طے نہیں کرسکتا"۔ اھ اور حلیہ میں بحوالہ مجتبٰی وقنیہ اور ہندیہ میں بحوالہ زاہدی وکفایہ اور ان سب میں بحوالہ جمع العلوم یہ ہے: "مچھر یا بارش یا سخت گرمی کا اندیشہ ہو تو کلہ (مچھر دانی جیسے چھوٹے

[6] ردالمحتار باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/۱۸۰
[7] جامع الرموز فصل فی التیمم مطبعۃ الاسلامیہ ایران ۱/۶۵
[8] خلاصۃ الفتاوٰی الفصل الخامس فی التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۳۱
[9] حلیہ
[10] فتاوٰی ہندیۃ الفصل الاول من التیمم نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۸

وفیھا وفی البحر عن المبتغی بالغین من کان فی کلة جاز تیممه لخوف البق اومطر اوحر شدید ان خاف فوت الوقت [11] اھ وفیھا عن القنیة عن نجم الائمة البخاری لوکان فی سطح لیلا وفی بیته ماء لکنه ئخاف الظلمة ان دخل البیت لایتیمم اذالم ئخف فوت الوقت قال وفیه اشارة الی انه اذاخاف الوقت تیمّم [12] اھ۔وفی البحر عنھا اعنی القنیة بلفظ تیمم ان خاف فوت الوقت [13] اھ ولم یعزہ لنجم الائمة بل جعله تفریعا علی الروایة عن مشائخنا رضی الله تعالٰی عنھم۔قال فی الحلیة بعد ایرادھا ھذا کله فیما یظھر تفریع علی مذھب زفر فانه لاعبرة عندہ للبعد بل للوقت بقاء و خروجا قال ولعل ھذا من قول ھٰؤلاء المشائخ اختیار لقول زفر فان الحجة له علی ذلك قویة [14] اھ۔	خیمہ) میں تیمّم کرسکتا ہے"۔اھ۔ حلیہ اور بحر میں بتغی (غین سے) کے حوالہ سے ہے: "جو کسی مچھر دانی جیسے محفوظ چھوٹے خیمہ میں ہو تو مچھر یا بارش یا سخت گرمی کے اندیشہ سے اس کیلئے تیمّم جائز ہے اگر وقت نکل جانے کا خطرہ ہو"۔اھ اور حلیہ میں بحوالہ قنیہ نجم الائمہ بخاری سے نقل ہے: "اگر رات کو چھت پر ہو اور گھر کے اندر پانی ہے لیکن گھر کے اندر داخل ہوتا ہے تو تاریکی کا خطرہ درپیش ہے ایسی صورت میں اگر وقت نکلنے کا اندیشہ نہ ہو تو تیمّم نہ کرے فرمایا: اس میں یہ اشارہ موجود ہے کہ اگر وقت نکلنے کا اندیشہ ہو تو تیمّم کرلے اھ بحرائق میں قنیہ کے حوالے سے یہ الفاظ نقل ہیں: "اگر وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو تو تیمّم کرلے"اھ۔ بحر نے اسے نجم الائمہ کی طرف منسوب نہ کیا بلکہ اسے مشائخ مذہب رضی اللہ تعالٰی عنہم کی روایت پر تفریع قرار دیا۔ حلیہ میں عبارات بالا نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے: "بظاہر یہ سب امام زفر کے مذہب پر تفریع ہے اس لئے کہ ان کے نزدیک دوری کا اعتبار نہیں بلاکہ وقت باقی رہنے اور نکل جانے کا اعتبار ہے" فرمایا شاید ان مشائخ کے یہ اقوال اس بنیاد پر ہیں کہ انہوں نے امام زفر کا قول اختیار کیا ہے کیونکہ اس مسئلہ سے متعلق امام زفر کی دلیل قوی ہے اھ۔

[11] البحرالرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۰

[12] حلیہ

[13] بحرالرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۵۹

[14] حلیہ

بل قدذکر الشامی ان الفتوی فی ھذا علی قول زفر وانه احد المواضع العشرین التی یفتی فیھا بقوله ذکرھا فی باب النفقة کتاب الطلاق ونظمھا نظما حسنا قال فیه وبعد فلایفتی بما قاله زفر* سوی صور عشرین تقسیمھا انجلی* لمن خاف فوت الوقت ساغ تیمم* ولکن لیحتط بالاعادة غاسلا[15]۔	بلکہ علّامہ شامی نے تو یہ ذکر کیا ہے کہ اس بارے میں فتوٰی امام زفر کے قول پر ہے اور یہ ان بیس۲۰ مقامات میں سے ایک ہے جن میں امام زفر کے قول پر فتوٰی دیا جاتا ہے، کتاب الطلاق باب النفقه میں ذکر کیا ہے اور بڑی خوش اسلوبی سے نظم کیا ہے۔ نظم میں یہ ہے (حمد وصلوٰۃ کے بعد) امام زفر کے قول پر فتوٰی نہ دیا جائے گا مگر صرف بیس(۲۰) صورتوں میں جن کی تقسیم روشن ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اس کیلئے جسے وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو تیمّم جائز ہے لیکن احتیاطًا پانی سے طہارت کرکے اعادہ کرے"۔
الجملة الثالثة تقویة دلیله ویستدل له بوجوه:	**جملہ ثالثہ۔ دلیل امام زفر کی تقویت** اس پر چند طرح استدلال کیا جاتا ہے:
اوّلھا: ماقال المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر له ان التیمم لم یشرع الا لتحصیل الصلاۃ فی وقتھا فلم یلزمه قولھم ان الفوات الی خلف کلا فوات[16] اھ	**دلیل اوّل:** محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا ہے: امام زفر کی دلیل یہ ہے کہ تیمّم اسی لئے تو مشروع ہوا ہے کہ نماز کی ادائیگی وقت کے اندر کی جاسکے۔ لہٰذا اس جواب سے ان پر الزام نہیں آتا کہ "نماز کا نائب کی جانب فوت ہونا، فوت نہ ہونے کی طرح ہے۔
واجیب عنه **اوّلا** کما ابدی البحران جوازہ للمسافر بالنص لا لخوف الفوت بل لاجل ان لاتتضاعف علیه الفوائت ویحرج	**جواب۔ اوّلًا:** جیسا کہ بحر نے اظہار کیا: "مسافر کیلئے "نص سے" تیمّم کا جواز فوتِ وقت کے اندیشہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اس کے ذمّہ فوت شدہ نمازیں زیادہ نہ ہوں اور قضاء میں

[15] ردالمحتار باب النفقة مصطفی البابی مصر ۲/۷۲۶
[16] فتح القدیر باب التیمم نوریہ رضویہ سکھّر ۱/۱۲۳

فی القضاء [17]۔

اقول: لافائدۃ(۱) لقوله جوازه بالنص فان النص لیس تعبدیا کما یفیدہ اٰخر کلامه ولوکان کذا لم یجیزوہ لصلاۃ الجنازۃ والعید فان النص انما ورد فی المریض والمسافر۔

اما التعلیل فاقول اما(۲) تجیزونه لبعد الماء میلا ولو فی جھۃ مسیرہ فانی فیه تضاعف الفوائت وایضا خوف(۳) التضاعف ان کان ففی الاسفار البعیدۃ ولیس السفر فی الکریمۃ سفر القصر بل یشمل من خرج من المصر ولاحتطاب اواحتشاش اوطلب دابۃ کما افادہ فی الخانیۃ والمنیۃ وقال فی الھدایۃ والعنایۃ جواز التیمم لمن کان خارج المصر وان لم یکن مسافرا اذا کان بینه وبین الماء میل [18] اھ

وقد نقلتم عن الخانیۃ

اسے زحمت نہ ہو"۔اھ

اقول: "نص سے"جواز کہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے کہ نص تعبدی نہیں (بلکہ قیاسی اور معلّل ہے) جیسا کہ ان کی آخری عبارت سے خود ہی مستفاد ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو نماز جنازہ اور نماز عید کیلئے بھی تیمّم جائز نہ کہتے کیونکہ نص تو صرف مریض اور مسافر کے بارے میں آئی ہے۔اب انہوں نے جو علّتِ جواز بیان کی ہے اس پر کلام کیا جاتا ہے

فاقول: کیا آپ حضرات اس کے قائل نہیں ہیں کہ پانی ایک میل کی دُوری پر ہو تو تیمّم جائز ہے؟ اگرچہ پانی اس کی سمتِ سیری میں ہو۔ اس میں فوت شدہ نمازوں کی زیادتی کہاں ہے؟ یہ بات بھی ہے کہ اگر زیادتِ فوائت کا اندیشہ ہے تو دور دراز سفروں میں ہے مگر آیت کریمہ میں جو سفر مذکور ہے اس سے خاص سفرِ قصر مراد نہیں بلکہ یہ حکم ہر اس شخص کو شامل ہے جو شہر سے باہر ہو اگرچہ لکڑی کاٹنے، یا گھاس لانے، یا سوار کا جانور ڈھونڈنے ہی کیلئے نکلا ہو، جیسا کہ خانیہ اور مُنیہ میں افادہ فرمایا ہے۔ اور ہدایہ وعنایہ میں ہے: " تیمّم کا جواز ہر اس شخص کیلئے ہے جو شہر کے باہر ہو اگرچہ مسافر نہ ہو بشرطیکہ اس کے اور پانی کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہو"۔ اھ خود آپ ہی نے خانیہ سے یہ عبارت نقل کی ہے

[17] البحرالرائق باب التیمم قول لالفوت الجمعۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۵۹
[18] العنایۃ مع الفتح باب التیمم نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۰۷

ان(۱) قلیل السفر وکثیرہ سواء فی التیمم والصلاۃ علی الدابۃ خارج المصر انما الفرق بین القلیل والکثیر فی ثلثۃ فی قصر الصلوٰۃ والافطار ومسح الخفین[19] اھ واذا ثبت ذلك ثبت ان لیس تشریعہ الا لاحراز الوقت۔

وثانیا: التقصیر جاء من قبلہ فلایوجب الترخیص علیہ[20] اھ فتح۔

اقول: تقریرہ سلمنا ان التیمّم لحفظ الوقت لکن انما یستحقہ من لیس ضیق الوقت من قبلہ کمن خاف عدوا اومرضا فانہ ان ینتظر یذھب الوقت من دون تفریط منہ فرخص لہ الشرع فی التیمّم کیلا یفوتہ الوقت اما ھذا فقد قصر واخر بنفسہ حتی ضاق الوقت عن الطھارۃ والصلاۃ فلایستحق الترفیہ بالترخیص۔

اوردہ فی الفتح بانہ انما یتم اذا

کہ: "بیرونِ شہر تیمّم اور سواری پر ادائے نماز کے معاملہ میں قلیل وکثیر سفر سب برابر ہیں۔ قلیل وکثیر کے درمیان فرق صرف تین مسائل میں ہے: (i) نماز میں قصر کرنا (ii) روزہ قضا کرنا (iii) موزوں پر مسح (کی مدت کم وبیش ہونا) "اھ۔ جب یہ ثابت ہے تو یہ بھی ثابت ہے کہ تیمّم کی مشروعیت تحفظِ وقت ہی کیلئے ہوئی ہے۔

ثانیًا: تقصیر وکوتاہی خود اس کی جانب سے ہوئی تو یہ اس کیلئے موجبِ رخصت نہ ہوسکے گی اھ۔ فتح القدیر۔

اقول: اس جواب کی تقریر اس طرح ہوگی، ہمیں تسلیم ہے کہ تیمّم وقت کے تحفظ کی خاطر ہے لیکن جو ایسا ہو کہ وقت کی تنگی خود اس کی طرف سے نہ پیدا ہوئی وہی اس کی رخصت کا مستحق ہوگا مثلًا وہ شخص جسے کسی دشمن یا مرض کا خطرہ ہو کہ وہ اگر انتظار کرتا ہے تو وقت نکل جائے گا اور خود اس کی جانب سے کوئی کوتاہی نہیں تو اس کیلئے شریعت نے تیمّم کی رخصت دی ہے تاکہ وقت فوت نہ ہو لیکن اس شخص نے تو کوتاہی کی ہے اور خود ہی نماز یہاں تک مؤخر کردی کہ وقت میں طہارت اور نماز کی گنجائش نہ رہی تو ایسا شخص رخصت کی آسائش پانے کا حقدار نہیں۔ فتح القدیر میں اس جواب کو ان الفاظ سے رَد کردیا ہے کہ: "یہ جواب اسی وقت تام ہوگا جب

---

[19] فتاوٰی قاضی خان فصل فیمالایجوزلہ التیمم نولکشور لکھنؤ ۱/۲۶

[20] فتح القدیر باب التیمم نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۲۳

اخر لالعذر[21] اھ۔

اقول: ای مع ان الحکم عام عند الفریقین وکیف یقال جاء التقصیر من قبلہ فیمن نام فما استیقظ الا وقد ضاق الوقت عن الطھارۃ بالماء واداء الفرض وھذا نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قائلا لیس فی النوم تفریط انما التفریط فی الیقظۃ[22] رواہ مسلم عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وکذا من نسی صلاۃ ولم یتذکر الا عند ضیق الوقت وقدرفع عن امتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخطاء والنسیان[23] فلا تقصیر من ناس۔

بل اقول: (۱) مثنّیا الرّخص(۲) الالٰھیۃ مباحۃ عندنا للمطیع والعاصی فمن سافر لمعصیۃ حل لہ الفطر

اس نے بغیر کسی عذر کے نماز مؤخر کردی ہو۔

اقول: مقصد یہ ہے کہ حکم تو (بلاعذر تاخیر کرنے والے اور عذر کی وجہ سے تاخیر کرنے والے) دونوں ہی کے لئے فریقین کے نزدیک عام ہے (جس کے یہاں جواز ہے تو دونوں کیلئے، جس کے یہاں عدمِ جواز ہے تو دونوں کیلئے) اب وہ شخص جو سوگیا، بیدار ہوا تو ایسے ہی وقت کہ پانی سے طہارت اور ادائے فرض کی گنجائش نہیں اس کے بارے میں کیسے کہا جاسکتا ہے کہ خود اسی کی جانب سے کوتاہی ہوئی جب کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمارہے ہیں: "نیند (کی صورت) میں کوتاہی نہیں کوتاہی تو بیداری (کی صورت) میں ہے"۔ یہ حدیث امام مسلم نے ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔ ایسے ہی وہ شخص جسے نماز کا خیال نہ رہا یاد آئی تو وقت تنگ ہوچکا ہے۔ خطا ونسیان تو نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اُمّت سے اٹھالیا گیا ہے تو نسیان والے کی جانب سے بھی کوتاہی نہیں۔

بلکہ **اقول: مثنّیا** (دوسرے نمبر پر میں یہ بھی کہتا ہوں کہ خدا کی دی ہوئی رخصتیں ہمارے نزدیک مطیع وعاصی دونوں ہی کیلئے عام ہیں۔ جو کسی معصیت کیلئے سفر کررہا ہے اس کیلئے بھی روزہ

---

[21] فتح القدیر باب التیمم نوریہ رضویہ سکّھر ۱/۱۲۳

[22] سنن ابی داؤد باب فیمن نام عن صلٰوۃ مطبع مجتبائی لاہور ۱/۶۴

[23] سنن ابن ماجہ طلاق المکرہ والناسی مطبع مجتبائی لاہور ص ۱۴۸

بل وجب علیه القصر ومن اجنب بالزنا والعیاذ بالله تعالٰی ولم یجد ماء جازله التیمّم بل افترض علیه۔ ثم رأیت تلمیذہ المحقق الحلبی فی الحلیة نقل کلامه وایدہ وبحث فی التأخیر بلاعذر بعین مابحثت ولله الحمد قال لکن المذهب ان المطیع والعاصی فی الرخص سواء [24] اھ۔ وافاد فائدۃ اخری فقال لوقیل تأخیرہ الی هذا الحد عذر جاء من قبل غیر صاحب الحق لقیل فینبغی ان یقال یتیمم ویصلی ثم یعید بالوضوء کمن لم یقدر علی الوضوء من قبل العباد [25] اھ

اقول: هذا لامدخل(۱) له فی البحث من قبل احد من الفریقین فلیس لاحدهما ان یبدئ به او یعید اما ائمتنا فلانهم لایقولون بالتیمّم واما زفر فلانه لایقول بالاعادۃ بل کان حقه ان یقرر هکذا

نہ رکھنا جائز ہے بلکہ اس کے ذمہ نماز قصر کرنا واجب ہے۔ اور جسے زنا کی وجہ سے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔ جنابت ہوئی اور پانی نہ پاسکا اس کیلئے بھی تیمّم جائز بلکہ فرض ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ امام ابن الہمام کے شاگرد محقق حلبی نے حلیہ میں ان کی عبارت نقل کرکے اس کی تائید کی ہے اور "تاخیر بلاعذر" سے متعلق بعینہٖ یہی بحث کی ہے جو میں نے کی و للہ الحمد ان کے الفاظ یہ ہیں: "لیکن مذہب یہ ہے کہ رخصتوں کے معاملہ میں مطیع وعاصی یکساں ہیں"۔ اھ بلکہ انہوں نے ایک اور افادہ فرمایا ہے، لکھتے ہیں: اگر یہ کہا جائے کہ اس حد تک تاخیر ایسا عذر ہے جو غیر صاحب حق کی جانب سے رُونما ہوا۔ تو اس کے جواب میں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ وہ تیمّم کرکے نماز پڑھ لے، پھر وضو کرکے اعادہ کرے جیسے وہ شخص جو بندوں کی جانب سے پیدا ہونے والے کسی عذر کی وجہ سے وضو پر قادر نہ ہو۔ اھ (ت)

میں کہتا ہوں فریقین میں سے کسی جانب سے بحث میں اِس کلام کا کوئی دخل نہیں، اس لئے یہ کسی کا قول نہیں کہ پہلے تیمّم کرلے، پھر پانی سے اعادہ کرے۔ ہمارے ائمہ کے نزدیک اس لئے کہ وہ یہاں جوازِ تیمّم کے قائل ہی نہیں اور امام زفر کے نزدیک اس لئے کہ وہ اعادہ کے قائل نہیں۔ اس مقصد کی

[24] حلیہ
[25] حلیہ

ليكون مثلّثا لما فی الفتح ان غاية ماقلتم ان التقصير من قبله ان تأمروه بالتيمّم ثم الاعادة كماهو حكم كل عذر جاء من قبل العباد لاان تحجروا عليه التيمّم رأسا۔	تقریر اس طرح ہونی چاہئے تاکہ فتح کی عبارت سے متعلق یہ **تیسرا کلام** ہو جائے کہ آپ نے جو فرمایا کہ کوتاہی خود اس کی جانب سے ہُوئی تو اس پر زیادہ سے زیادہ یہ ہونا چاہئے کہ آپ حکم یہ دیں کہ وہ تیمّم کرلے پھر اعادہ کرے جیسا کہ یہ ہر اُس عذر کا حکم ہے جو بندوں کی جانب سے رونما ہوا ہو یہ نہیں ہونا چاہئے کہ اسے آپ تیمّم سے بالکل ہی روک دیں۔ (ت)
وثانيها: هذه صلٰوة الخوف ماشرعت الالحفظ الوقت۔ واجاب عنه فی البحر بان صلاة الخوف للخوف دون خوف الفوت[26] اھ۔	**دلیل دوم:** یہ نماز خوف ہے جس کی مشروعیت تحفّظِ وقت کیلئے ہی ہُوئی ہے۔**اس کا جواب** بحر میں یہ دیا ہے کہ: "نمازِ خوف تو خوف کی وجہ سے ہے، فوتِ وقت کے اندیشہ سے نہیں ہے"۔ اھ
اقول: سبحن(ا) الله ماكان الخوف ليوجب الاتيان بها فی الوقت مع ارتكاب المنافی بل كانوا بسبيل من تأخيرها الى ان يطمئنوا كما قلتم فی بحركم فی عدة فروع:	**اقول:** سبحان الله۔ خوف کی حیثیت اتنی بڑھی ہُوئی نہیں کہ منافی نماز کے ارتکاب کے ساتھ وقت کے اندر نماز کی ادائیگی لازم کردے بلکہ ان کیلئے امن واطمینان ہونے تک تاخیر کی گنجائش تھی جیسا کہ بحر کے اندر متعدد جزئیات میں خود آپ ہی اس کے قائل ہیں۔ چند جزئیات درج ذیل ہیں:
منها ازدحم جمع على بئر لايمكن الاستقاء منها الا بالمناوبة لضيق الموقف اولاتحاد اٰلة الاستقاء ونحو ذلك وعلم انها لاتصير اليه الابعد خروج الوقت ويصبر عندنا ليتوضأ بعد الوقت وعند زفر	**جزئیہ ا:** کسی کُنویں پر ایک ہجوم جمع ہے اور باری باری پانی نکالنے کے سوا کوئی گنجائش نہیں اس لئے کہ کھڑے ہونے کی جگہ تنگ ہے یا ڈول رسّی ایک ہی ہے یا ایسا ہی کوئی اور سبب ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ جب تک اس کی باری آئے گی وقت نکل جائے گا تو ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ

[26] البحرالرائق، باب التیمم، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/۱۵۹

یتیمم [27]۔ **ومنہا**[۲] جمع(۱) من العراۃ لیس معھم الا ثوب یتناولونہ وعلم ان النوبۃ لاتصل الیہ الا بعد الوقت فانہ یصبر ولایصلی عاریا [28]۔**ومنہا**[۳] اجتمعوا(۲) فی سفینۃ اوبیت ضیق ولیس ھناك موضع یسع ان یصلی قائما لایصلی قاعدا بل یصبر ویصلی قائما بعد الوقت [29]۔**ومنہا**[۴] معہ(۳) ثوب نجس وماء لغسلہ ولکن لوغسل خرج الوقت لزم غسلہ وان خرج[30]۔**ومنہا**[۵] کذا(۴) لوکان مریضا عاجزا عن القیام (۶) واستعمال(۵) الماء فی الوقت ویغلب علی ظنہ القدرۃ بعدہ [31] اھ ای یؤخر ولایصلی فی الوقت۔**ومنہا**[۷] وعدہ صاحبہ ان	انتظار کرے تاکہ وقت کے بعد وضو کرسکے،اور امام زفر کے نزدیک یہ حکم ہے کہ تیمّم کرلے۔**جزئیہ ۲**: چند آدمی برہنہ ہیں جن کے پاس(ستر عورت کے قابل)ایک ہی کپڑا ہے جسے باری باری باندھ کر نماز ادا کرتے ہیں،ان میں سے کسی کو معلوم ہے کہ جب تک اس کی باری آئے گی وقت نکل جائے گا تو وہ انتظار کرے اور برہنہ نماز نہ پڑھے۔ **جزئیہ ۳**: کسی کشتی یا تنگ کوٹھڑی میں لوگ جمع ہیں جہاں اتنی جگہ نہیں کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرے تو وہ بیٹھ کر نہ پڑھے بلکہ انتظار کرے اور وقت گزر جانے کے بعد کھڑے ہو کر نماز ادا کرے۔**جزئیہ ۴**: کسی کے پاس ایک ناپاک کپڑا ہے اور اس کے دھونے کیلئے پانی بھی موجود ہے لیکن اگر کپڑا دھونے میں لگتا ہے تو نماز کا وقت نکل جائے گا اس پر لازم ہے کہ کپڑا دھوئے (اور پاک کپڑے سے ہی نماز ادا کرے)اگرچہ وقت نکل جائے۔**جزئیہ ۵-۶**: کوئی ایسا مریض ہے جو بروقت کھڑا ہونے پر قادر نہیں،یا ایسا بیمار ہے کہ ابھی وقتِ نماز میں پانی نہیں استعمال کرسکتا اور ظن غالب ہے کہ وقت نکل جانے کے بعد (کھڑے ہونے یا پانی استعمال کرنے پر) قدرت ہوجائیگی،تو وہ حصولِ قدرت تک نماز مؤخر کرے اور وقت کے اندر (بلاقیام یا تیمّم سے) نماز نہ پڑھے۔**جزئیہ ۷**: کسی سے اس کے ساتھی نے

[27] البحرالرائق　باب التیمم　مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی　۱/۱۴۰
[28] البحرالرائق　باب التیمم　مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی　۱/۱۴۰
[29] البحرالرائق　باب التیمم　مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی　۱/۱۴۰
[30] البحرالرائق　باب التیمم　مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی　۱/۱۴۰
[31] البحرالرائق　باب التیمم　مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی　۱/۱۴۰

یطیعه الاناء فرع علیه محمد انه ینتظر وان خرج الوقت لان الظاهر الوفاء بالعهد فکان قادرا علی الاستعمال ظاهرا[32]۔ **ومنها**[۸] کذا(۱) اذا وعد الکاسی العاری ان یعطیه الثوب اذافرغ من صلاته لم تجزه الصلاة عریانا لما قلنا[33] نقلتم ھذین عن البدائع والبواقی عن التوشیح ولکن المولٰی سبحٰنه وتعالٰی لم یرض لھم بتفویتھا عن وقتھا وشرع لھم صلاة الخوف فما کان الا لحفظ الوقت۔ **ثمّ اقول**: الفرعان(۲) الاخیران عن محمّد والیه عزاھما فی البدائع[عــه] الحکم فیھما عند امامنا رضی اللہ تعالٰی	جبر تن دینے کا وعدہ کیا۔ اس پر امام محمد نے یہ تفریع کی ہے کہ انتظار کرے اگرچہ جو وقت نکل جائے اس لئے کہ ظاہر یہی ہے کہ وہ وعدہ وفا کرے گا تو ظاہرًا وہ استعمال پر قادر ہے۔ **جزئیہ۸**: اسی طرح کپڑے والے نے برہنہ سے وعدہ کیا کہ میں نماز سے فارغ ہو کر تجھے کپڑا دے دوں گا تو اسے برہنہ نماز پڑھنا جائز نہیں۔ وجہ وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی۔ جزئیہ (۷ و۸) آپ نے بدائع سے نقل کیا، باقی توشیح سے۔ (ان جزئیات کی روشنی میں خوف والوں کا بھی یہی حکم ہونا چاہئے تھا کہ وہ زوال خوف کا انتظار کریں اگرچہ وقت نکل جائے) لیکن مولٰی سبحانہ وتعالٰی نے ان کیلئے نماز فوت کرنا پسند نہ کیا اور نماز خوف مشروع فرمائی تو یہ نماز تحفظ وقت ہی کیلئے تو ہوئی۔ (ت) **دلیل ۳۔۴ ثم اقول**: (**پھر میں کہتا ہوں**) آخری دونوں جزیئے امام محمد سے منقول ہیں اور بدائع میں ان ہی کی طرف انہیں منسوب کیا ہے ہمارے امام اعظم

عــه: قال فی الخانیة مع رفیقه دلو مملوك رفیقه قال انتظر حتی استقی الماء ثم ادفعه الیك فالمستحب له ان ینتظر الی اٰخر الوقت فان تیمّم ولم ینتظر جاز وکذا

خانیہ میں ہے: "کسی مسافر کے ہم سفر کے پاس اسی ہم سفر کا مملوکہ ڈول ہے اس نے مسافر سے کہا تم انتظار کرو میں پانی نکال لُوں تو تمہیں ڈول دوں گا۔ تو مسافر کیلئے آخر وقت تک انتظار کرلینا مستحب ہے۔ اگر اس نے بلا انتظار تیمّم کرلیا تو جائز ہے۔ اسی طرح (باقی برصفحہ آیندہ)

[32] البحرالرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۵۹
[33] البحرالرائق آخر قول لالفوت الجمعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۵۹

عنه انه يصلى فى الوقت متيمّما اوعاريا لان القدرة على ماسواء الماء لايثبت عنده بالاباحة كما سيأتى۔ **اقول:** وهذا ايضا من مؤيدات زفر اذلو لاحفظ الوقت لأمر بالتاخير لاسيما	رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک دونوں مسئلوں میں حکم یہ ہے کہ وہ وقت کے اندر تیمّم سے یا برہنہ نماز پڑھ لے اس لئے کہ ان کے نزدیک پانی کے علاوہ چیزوں پر اباحت سے قدرت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ عنقریب اس کا بیان آرہا ہے۔ **اقول:** (**میں کہتا ہوں**) اس سے بھی امام زفر کے مذہب کی تائید ہوتی ہے اس لئے کہ اگر تحفظ وقت ملحوظ نہ ہوتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

لوكان عريانا ومع رفيقه ثوب فقال له انتظر حتى اصلى ثم ادفعه اليك يستحب له ان ينتظر الى اٰخر الوقت فان لم ينتظر وصلى عريانا جاز فى قول ابى حنيفة رضى الله تعالٰى عنه ولوكان مع رفيقه ماء يكفى لهما فقال انتظر حتى افرغ من الصلاة ثم ادفعه اليك لزمه ان ينتظر وان خاف خروج الوقت ولوتيمم ولم ينتظر لايجوز فالاصل عند ابى حنيفة رضى الله تعالٰى عنه ان فى المملوك لاتثبت القدرة بالبذل والاباحة وفى الماء تثبت القدرة بالاباحة اھ[34] ۔ **اقول:** والجملة الثانية محل الاستثناء من الاولى لان الكلام فى ماء مملوك والله تعالٰى اعلم ١٢ منه غفرله (م)

اگر برہنہ ہے اور اس کے رفیق کے پاس ایک کپڑا ہے اس نے کہا انتظار کرو میں نماز پڑھ کر تمہیں دُوں گا، تو اس کیلئے آخر وقت تک انتظار کرلینا مستحب ہے۔ اگر انتظار نہ کیا اور برہنہ نماز پڑھ لی تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قول پر یہ جائز ہے۔ اور اگر رفیقِ سفر کے پاس اتنا پانی تھا جو دونوں کو کافی ہوتا اس نے کہا انتظار کرو میں نماز سے فارغ ہوجاؤں تو تمہیں پانی دُوں گا، اس صورت میں اس پر انتظار کرنا لازم ہے اگرچہ وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو۔ اگر بلا انتظار تیمّم کرلیا تو جائز نہیں۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک اصل ضابطہ یہ ہے کہ بذل و اباحت سے مملوک میں قدرت ثابت نہیں ہوتی، اور پانی میں اِباحت سے قدرت ثابت ہوجاتی ہے"۔ اھ **اقول:** دوسرا جُملہ پہلے جملہ سے استثناء کے طور پر ہے اس لئے کہ گفتگو مملوک پانی ہی کی ہے (تو معنٰی یہ ہُوا کہ مملوک چیزوں میں اِباحت سے قدرت ثابت نہیں ہوتی مگر مملوک پانی میں اباحت سے قدرت ثابت ہوجاتی ہے ۱۲ محمد احمد) واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ غفرلہ، (ت)

---

[34] فتاوٰی قاضی خاں، باب التیمم، فصل فیما یجوز لہ التیمم نولکشور لکھنؤ، ۱/۲۷

مع الوعد فھذان ثالث دلائلہ و رابعھا۔ اما الفرع الخامس والسادس فاقول:لااری(۱) ان یکون المذھب فیہ الامر بتفویت الصلاۃ کیف وان الطاعۃ بحسب الاستطاعۃ۔قال ربنا تبارك وتعالٰی ۰۰اللہَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ [35] ولا ینظر فیھا الا الی الحالۃ الراھنۃ الاتری ان(۲) راجی الماء اٰخر الوقت لیس علیہ التأخیر بل لہ ان یصلی الاٰن متیمما۔وقد قال فی الدر(۳)(امرہ الطبیب بالاستلقاء لبزغ الماء من عینہ صلی بالایماء لان حرمۃ الاعضاء کحرمۃ النفس [36] اھ۔ ومعلوم(۳) ان الطبیب لایأمرہ بالسکون الامدۃ قلیلۃ وربما لاتزید علی یوم ولیلۃ فامروا ان یؤمی لا ان یؤخر فھذہ الفروع الاربعۃ الجواب الصواب فیھا علی مذھب امامنا رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ یصلی کماقدر	تو تاخیر کا حکم ہوتا خصوصًا اس صورت میں جبکہ کسی نے وعدہ کرلیا ہے تو یہ ان کی تیسری اور چوتھی دلیل ہوئی۔ اب جزئیہ ۵،۶ کو دیکھئے۔ **فاقول:** میں نہیں سمجھتا کہ اس صورت عجز میں نماز فوت کرنے کا حکم ہمارے مذہب میں ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ طاعت بقدر استطاعت ہی لازم ہوتی ہے۔ہمارے رب تبارک وتعالٰی کا ارشاد ہے: "تو اللہ سے تم ڈرو جہاں تک تمہیں استطاعت ہو"۔اور استطاعت کے معاملہ میں موجودہ حالت پر ہی نظر کی جائے گی۔دیکھئے اگر کسی کو آخر وقت میں پانی ملنے کی امید ہے تو اس پر یہ لازم نہیں کہ نماز مؤخر کرے بلکہ وہ اسی وقت تیمّم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے۔درمختار میں ہے: آنکھ کا آپریشن کرنے اور پانی نکالنے کی وجہ سے طبیب نے بیمار کو حکم دیا کہ چت لیٹا رہے تو وہ اشارہ سے نماز پڑھے اس لئے کہ حرمتِ اعضاء بھی حُرمتِ جان کی طرح ہے"اھ یہ معلوم ہے کہ طبیب زیادہ زمانہ تک حرکت کی ممانعت نہیں رکھتا بلکہ عمومًا قلیل مدت تک جو ایک شبانہ روز سے زیادہ نہیں ہوتی پر سکون رہنے کا حکم دیتا ہے اس کے باوجود فقہاء نے اسے اشارہ سے نماز پڑھ لینے کا حکم دیا یہ نہ فرمایا کہ (اجازتِ حرکت و

[35] القرآن ۱۶/۶۴

[36] الدرالمختار باب المریض مجتبائی دہلی ۱/۱۰۴

فی الوقت ولایعید۔

اما الفروع الاربعة الاُول **فاقول**:کذا الحکم فیھا بیدانه یعید اما الحکم فلما قدمت عن الحلیة والغنیة عن شمس الائمة انه لافرق فی تلك الفروع وان الروایة فی احدٰھا روایة فی سائرھا وقدکان ھناك اعنی فرع شمس الائمة التلبس بالنجاسة ولو فی القدمین اوالخفین مع ترك الرکوع والسجود ولیس فی ھذا الفرع الرابع الا التلبس بنجس واما الاعادة فلما علمت من مراعاة اصل المذھب مع مافی الفروع الثلثة الاُول من صورة المنع من جھة العباد واللہ تعالٰی اعلم بسبیل الرشاد۔

وخامسھا: تجیزونه خوف فوت صلاۃ الجنازۃ وصلاۃ العید فکذا خوف فوت الوقت۔

واجاب البحربان فضیلة الوقت والاداء وصف للمؤدی تابع له غیر مقصود لذاته بخلاف صلاۃ الجنازۃ والعید فانھا اصل فیکون فواتھا فوات

قیام تک) نماز مؤخر کرے۔ تو ان چاروں جزئیات (۵ تا ۸) میں ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مذہب پر حکم صحیح یہ ہوگا کہ جس طرح بھی اسے قدرت ہے ویسے ہی وہ وقت کے اندر نماز ادا کرے اور بعد وقت اس کا اعادہ بھی نہیں۔ (ت)

اب رہے پہلے چار جزئیات **فاقول**: ان میں بھی یہی حکم ہوگا فرق یہ ہے کہ ان صورتوں میں بعد وقت اعادہ بھی کرنا ہوگا۔ وقت کے اندر ادائے نماز کا حکم ہم نے اس قاعدہ اور جزئیہ سے اخذ کیا جو حلیہ وغنیہ کے حوالہ سے شمس الائمہ سے ہم نے گزشتہ صفحات میں نقل کیا کہ ان جزئیات میں فرق نہیں اور ایک میں روایت دوسرے میں بھی روایت ہے۔ اور وہاں یعنی شمس الائمہ کے بیان کردہ جزئیہ میں یہ تھا کہ نجاست سے اتصال لازم آتا تھا اگرچہ صرف قدموں یا موزوں ہی میں، اور رکوع وسجود ترک ہوتا تھا۔ اور اس چوتھے جزئیہ میں بھی یہی نجس (کپڑے) سے اتصال لازم آرہا ہے اور اعادہ کا حکم اس لئے کہ اصل مذہب کی رعایت ہوجائے ساتھ ہی پہلے تین جزئیوں میں یہ بات بھی ہے کہ بندوں کی جانب سے رکاوٹ کی صورت پائی جارہی ہے واللہ تعالٰی اعلم (ت)

دلیل پنجم: آپ نماز جنازہ اور نماز عید فوت ہونے کے اندیشہ سے تیمّم کی اجازت دیتے ہیں تو وقت کے فوت ہوجانے کا اندیشہ بھی تو ایسا ہی ہے۔ بحر میں اس کا **جواب** یہ دیا ہے کہ ("پنجگانہ نمازوں میں مقصود بالذات خود نماز ہے اور اس کیلئے قضا نہ ہونے) ادا ہونے اور وقت کے اندر ہونے کی فضیلت مؤدّی کی ایک صفت ہے جو اس کے

اصل مقصود [37] اھ ھذا تمام سعیہ رحمہ اللہ تعالٰی ورحمنا بہ وقد اقرہ علی کلہ فی المنحۃ۔

اقول: اوّلا(۱) کون شیئ وصفا فی شیئ لایوجب کونہ غیر مقصود بالذات کوصف الایمان فی رقبۃ کفارۃ القتل بل قد (۲) یکون الوصف ھو المقصود کالاسلام فی مصرف الزکوٰۃ۔

وثانیا: نحن (۲) نعلم قطعا ان المولی سبحٰنہ وتعالٰی کما امرنا بالصلاۃ امرنا بایقاعھا فی وقتھا وحرم اخراجھا عنہ لالعذر فالکل مقصود عینا

سبحنہ اِ۰الصَّلٰوۃَ ....

وقال عزّوجل [38] ا۰۰

وقال تعالٰی [39] ۰۰۰ا ....

وھم الذین یؤخرونھا حتی تُخرج [40] .... وقتھا سماھم مصلین وجعل لھم الویل لاخراجھم ایاھا عن وقتھا فکان الوقت

تابع ہے مقصود بالذات نہیں ہے۔ مگر نماز جنازہ وعید خود اصل ہیں تو ان کا فوت ہونا ایک اصل مقصود کا فوت ہونا ہے" اھ یہ صاحبِ بحر کی تمام ترکاوش ہے، خدا ان پر اور ان کے طفیل ہم پر رحم فرمائے منحۃ الخالق میں علّامہ شامی نے بھی ان سب کو برقرار رکھا ہے۔(ت)

اقول۔ اوّلاً: ایک شیئ کا دوسری شیئ کی صفت ہونا اس کے غیر مقصود بالذات ہونے کو لازم نہیں کرتا جیسے کفارہ قتل میں دئے جانے والے غلام یا باندی میں صفت ایمان غیر مقصود بالذات نہیں بلکہ بعض اوقات خود وصف ہی مقصود ہوتا ہے جیسے مصرفِ زکوٰۃ میں صفتِ اسلام۔

ثانیا: ہمیں قطعی طور پر معلوم ہے کہ مولٰی سبحٰنہ وتعالٰی نے جس طرح ہمیں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اسی طرح ہمیں یہ بھی حکم دیا ہے کہ نماز کو اس کے مقررہ وقت کے اندر ادا کریں اور بغیر کسی عذر کے اس وقت سے باہر لانا حرام فرمایا ہے، تو سبھی مقصود بالذات ہے ارشاد ہے: "بے شک نماز ایمان والوں پر وقت باندھا ہوا فریضہ ہے"۔ اور ارشاد ہے: "نمازوں اور بیچ والی نماز کی حفاظت کرو" اور فرمایا: "تو ویل (خرابی) ہے ان نمازیوں کیلئے جو اپنی نماز سے غافل ہیں"۔ یہ وہی لوگ ہیں جو نماز اس حد تک مؤخر کرتے ہیں کہ اس کا وقت نکل جاتا ہے انہیں نمازی کہا، ساتھ ہی ان کیلئے وَیل بھی قرار دیا اس لئے

---

[37] البحرالرائق باب التیمم عند قولہ لالفوت الجمعۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۵۹

[38] القرآن ۴/۱۰۳

[39] القرآن ۲/۲۳۸

[40] القرآن ۴/ ۱۰۷

مقصودا عینا۔

وثالثا: لئن(۱) سلم محافظة الوقت فرض عین والجنازة فرض کفایة وصلاة العید لیست فریضة اصلا والفرض ولو مقصودا لغیرہ اھم واعظم مما دونه ولو مقصودا لذاته الا(۲) ترٰی ان لوضاق الوقت عن الواجبات وجب اسقاطها والاقتصار علی الفرض لایقاعه فی الوقت واذ ا لامر ھکذا فاذا جاز التیمّم لخوف فوت الادنی کیف لایجوز للاعلی لاسیما وقد سقط فرض الجنازة بصلاة غیرہ۔

ورابعا: قد(۳) قلتم بالتیمم لخوف فوت السنن وما ھن اصول انما شرعت مکملات للاصول وعلی(۴) التسلیم فاین التحفظ علی فریضة الوقت من التحفظ علی سنة۔

وخامسا: (۵) قد سلمتم ان الفائت لا الی خلف یجوزله التیمم ولاشك ان الطلب الالٰھی منتھض علی ایقاع الفریضة فی وقتها کانتھاضه علی نفس ایقاعها وھذا لاخلف له وان کانت الصلاۃ لها خلف فھذا مقصود الدلیل ولایمسه الجواب۔

کہ وہ نماز وقت سے باہر ادا کرتے ہیں۔ تو خود وقت بھی مقصود بالذات ہُوا۔(ت)

ثالثاً: اگر آپ کی بات تسلیم کرلی جائے تو بھی یہ کہا جائے گا کہ وقت کا تحفظ فرض عین ہے اور جنازہ فرض کفایہ ہے اور نمازِ عید تو سرے سے فرض ہی نہیں (بلکہ واجب ہے) اور فرض اگرچہ مقصود بغیرہ ہو، اپنے نیچے والے سے خواہ وہ مقصود بالذات ہو زیادہ عظمت واہمیت رکھتا ہے۔ دیکھئے اگر وقت اس قدر تنگ ہے کہ صرف فرائض ادا کرسکتا ہے واجبات کی گنجائش نہیں تو واجبات کو ساقط کردینا اور فرض پر اکتفا کرنا لازم ہے تاکہ ادائیگی وقت کے اندر ہوجائے یہ معاملہ ہے تو جب فوتِ ادنٰی کے اندیشہ سے تیمّم جائز ہو تو اعلٰی کی وجہ سے کیوں جائز نہ ہوگا جب کہ فرض جنازہ تو دوسرے کے پڑھ لینے سے ساقط ہوجاتا ہے۔(ت)

رابعا: آپ نے تو سنتیں فوت ہونے کے اندیشہ سے بھی تیمّم جائز کہا ہے حالانکہ سنتیں اصل نہیں بلکہ یہ اصل کے متمم کی حیثیت سے مشروع ہوئی ہیں اور اگر یہی مان لیا جائے کہ سُنتیں خود مقصود اور اصل ہیں تو بھی کہاں وقت جیسے اہم فریضہ کا تحفظ اور کہاں سنّت کا تحفظ (دونوں میں بڑا فرق ہے)۔(ت)

خامسا: آپ کو یہ تسلیم ہے کہ اگر فوت ہونے والی چیز ایسی ہو کہ اس کا کوئی نائب وبدل نہیں تو اس کیلئے تیمّم جائز ہے۔ اب اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا کا مطالبہ نماز کو اس کے وقت کے اندر ادا کرنے کا بھی اسی طرح ہے جیسے خود نماز پڑھنے کا ہے اور وقت کے اندر ادا کرنا ایسا امر ہے جس کا کوئی بدل نہیں اگرچہ نفس نماز کا بدل ہے۔ دلیل پنجم کا مقصود یہی تھا جس سے جواب کو کوئی مس نہیں۔(ت)

وسادسھا: کما اقول اجمع ائمتنا رضی الله تعالٰی عنهم ان الجنب الخائف من البرد خارج المصر یتیمّم [41] کما فی الهدایة وعامة الکتب وقد تقدم عن الحلیة والبدائع والبحر والاسبیجابی والتمرتاشی ومعلوم(۱) ان الخوف ربما کان فی الصبح اذا اصبح جنبا فی لیلة باردة ویزول بعد ارتفاع الشمس ولم یأمروه بالتاخیر بل اباحوا له التیمم فماهو الالحفظ الوقت۔

دلیل ششم: جیسا کہ میں کہتا ہوں، ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کا اس پر اجماع ہے کہ جنب جسے بیرونِ شہر سردی سے خطرہ ہے وہ تیمّم کرے جیسا کہ ہدایہ اور عامہ کتب میں ہے۔اور حلیہ، بدائع، بحر، تُمرتاشی کے حوالہ سے پہلے ذکر بھی ہوچکا یہ معلوم ہے کہ زیادہ تر صبح کو خوف ہوتا ہے جبکہ کسی سردی کی رات میں صبح کو جنابت کی حالت میں اُٹھے۔پھر سورج بلند ہونے کے بعد خوف نہیں رہ جاتا۔مگر ائمہ نے اسے یہ حکم نہ دیا کہ آفتاب بلند ہونے تک نماز مؤخر کرے بلکہ اس کیلئے تیمّم جائز قرار دیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ تحفّظِ وقت ہی کیلئے ہے۔(ت)

وسابعھا: کما **اقول:** اباحوه(۲)لخوف عدو ولص وسبع وحیة ونار ومعلوم ان کثیرا من هذه لایلبث الاقلیلا فالنار تنطفی اوتمر فی ساعة اوساعتین ولم یقولوا یصبر وان خرج الوقت۔

دلیل ہفتم: جیسا کہ میں کہتاہوں، دشمن، چور، درندے، سانپ اور آگ کے خوف سے تیمّم جائز قرار دیا گیا ہے جبکہ معلوم ہے کہ ان میں سے زیادہ تر وہ چیزیں ہیں جو تھوڑی ہی دیر رہتی ہیں۔آگ بھی گھنٹے دو گھنٹے میں بُجھ جاتی ہے یا گزر جاتی ہے۔مگر یہ حکم نہ ہُوا کہ انتظار کرے اگرچہ وقت نکل جائے۔(ت)

فان اجبت کما خطر ببالی ان التیمّم لیس لحفظ الوقت وانما هو لدفع الضرر والحرج حیث کان وفی البرد والنار وامثالها ضرر وفی بعده میلا حرج فتحقق المناط لانه اذا(۳) ادرك الوقت فاراد الصلاة لاینهی عنها ولاینظر الا

اگر اس کے جواب میں یہ کہا جائے جیسا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ تیمّم تحفّظِ وقت کیلئے نہیں بلکہ ضرر وحرج دفع کرنے کیلئے ہے جہاں بھی ہو۔ٹھنڈک اور آگ جیسی چیزوں میں ضرر ہے اور ایک میل دُور ہونے میں حرج ہے تو جو امر مدار جواز ہے وہ پالیا گیا۔اس لئے کہ جب نماز کا وقت آگیا اور اس نے

[41] الہدایۃ باب التیمم المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/۳۲

الی حالته الواهنة وهو فیها متضرر اومتحرج بالوضوء اوالغسل فابیح له التیمّم۔

اقول: هل ئختص الحرج والضرر بمایصیب بدنه وماله ام یعم مایستضر به فی دینه علی الاول لم ابحتم لخوف فوت جنازة وعید وعلی الثانی ان کان علیه ضرر فی دینه لفوت فرض کفایة مع انها قد اقیمت و واجب بل و سنة لا الی بدل اذ لا براء ة لعهدته عن هذه المطالبة الشرعیة الا بالتیمم فضرر اعظم واشد منه فی فوت الفریضة عن وقتها ولابراء ة لعهدته عن هذه المطالبة الشرعیة العظمی اعنی الاتیان بها فی وقتها الا بالتیمّم فیجب ان یباح۔هذا ماعندی فاستنار بحمدالله تعالٰی ماجنح الیه المحقق واتباعه من قوة دلیل زفر بل دلیل ائمتنا جمیعا فی الروایة الاخری

نماز پڑھنا چاہی تو اس سے اسے روکا نہ جائے گا اور اس کی موجودہ حالت ہی دیکھی جائے گی۔اس حالت میں وضو یا غسل سے واقعۃً اس کیلئے ضرر یا حرج ہے تو تیمّم اس کیلئے جائز قرار دیا گیا۔(ت)

اقول: (میں کہتا ہوں) کیا حرج یا ضرر اسی چیز سے خاص ہے جو اس کے بدن اور مال سے تعلق رکھتی ہو یا اسے بھی عام ہے جس سے اس کے دین میں نقصان وضرر ہو؟ پہلی تقدیر پر یہ کلام ہے کہ پھر آپ نے فوت جنازہ وعید کے اندیشہ سے تیمّم کیوں جائز کہا؟ اور دُوسری تقدیر پر یہ کہ اگر اس کے دین کا نقصان اِس میں ہے کہ ایک فرض کفایہ فوت ہورہا ہے جبکہ دوسرے لوگوں سے اس کی ادائیگی عمل میں آچکی اور اس میں کہ ایک واجب فوت ہورہا ہے بلکہ صرف ایک سنّت بھی جس کا کوئی بدل نہیں۔(اس لئے آپ نے تیمّم کو جائز کہا) کیوں کہ بغیر تیمّم کے وہ اس شرعی مطالبہ سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا تو اس سے زیادہ عظیم اور اس سے زیادہ شدید نقصان تو اس میں ہے کہ ایک فرضِ عین اپنے وقت سے فوت ہورہا ہے اور بغیر تیمّم کے اس عظیم تر شرعی مطالبہ وقت کے اندر ادائیگی سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ تو لازم ہے کہ اس کیلئے بھی تیمّم جائز ہو۔(ت)

ھذا ماعندی (میرے علم وفکر کی رُو سے یہی ہے) اس تفصیل سے بحمداللہ تعالٰی وہ روشن ہوگیا جس کی طرف محقق علی الاطلاق اور ان کے متبعین کا رُجحان ہے کہ امام زفر کی دلیل بلکہ روایتِ دیگر کے لحاظ سے ہمارے سبھی ائمہ کی دلیل

وکیفما کان لاینزل من ان یؤخذ بہ تحفظا علی فریضۃ الوقت ثم یؤمر بالاعادۃ عملا بالروایۃ المشھورۃ فی المذھب لاجرم ان قال فی الغنیۃ بعد ایراد ماقدمنا عن شمس الائمۃ وحینئذ فالاحتیاط ان یصلی بالتیمم فی الوقت ثم یتوضؤ ویعید لئخرج عن العھدتین بیقین[42] اھ۔ وقد نقل کلامہ ھذا فی الدر واقرہ ھو والسادۃ الاربعۃ محشوہ ح ط ش وابو السعود وقال الشامی ھذا قول متوسط بین القولین وفیہ الخروج عن العھدۃ بیقین فلذا اقرہ الشارح فینبغی العمل بہ احتیاطا ولاسیما وکلام ابن الھمام یمیل الی ترجیح قول زفر بل قد علمت انہ روایۃ عن مشائخنا الثلثۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم (۱) ونظیر ھذا مسألۃ الضیف الذی خاف ریبۃ فانھم قالوا یصلی ثم یعید[43] اھ۔ وانما اطنبنا الکلام ھھنا لما رأینا بعض العلماء تعجب منہ حین افتیت بہ فی مجلس جمعنا وباللہ التوفیق والوصول الی ذری التحقیق	قوی ہے اور جیسا بھی ہو کم از کم اتنا ضرور ہے کہ فریضہ وقت کے تحفظ کیلئے اس قول کو لیا جائے پھر اعادہ کا حکم دیا جائے تاکہ مذہب کی روایتِ مشہورہ پر بھی عمل ہو جائے شمس الائمہ کے حوالہ سے جو ہم نے پہلے بیان کیا اسے ذکر کرنے کے بعد غنیہ میں لکھا ہے: "اس کے پیشِ نظر احتیاط یہی ہے کہ وقت کے اندر تیمّم سے نماز پڑھ لے، پھر وضو کرکے اعادہ کرے تاکہ دونوں ذمہ داریوں سے یقینی طور پر سبکدوش ہو جائے"۔ ان کا یہ کلام در مختار میں نقل کرکے برقرار رکھا اور دُرمختار کے چاروں محشّی سید حلبی، سید طحطاوی، سید شامی اور سید ابو السعود نے بھی برقرار رکھا۔ اور علامہ شامی نے فرمایا: "یہ دونوں قولوں کے مابین ایک درمیانی قول ہے، اور اس میں یقینی طور پر ذمہ داری سے سبکدوشی ہے۔ اسی لئے شارح نے اسے برقرار رکھا۔ تو احتیاطًا اسی پر عمل ہونا چاہئے خصوصًا جبکہ امام ابن الہمام کا کلام امام زفر کے قول کی ترجیح کی جانب مائل نظر آتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہو چکا کہ یہ تو ہمارے تینوں مشائخ سے ایک روایت ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ اس کی نظیر اس مہمان کا مسئلہ ہے جسے تہمت کا اندیشہ ہو۔ اس کے بارے میں فقہاء نے فرمایا ہے کہ نماز پڑھ لے پھر اعادہ کرے" اھ اس مقام پر ہم نے تفصیلی بحث اس لئے

[42] غنیۃ المستملی فصل فی التیمم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۸۳
[43] ردالمحتار باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/۱۸۰

والحمدللّٰہ رب العٰلمین وصلی اللّٰہ تعالٰی وسلم علٰی سیدنا ومولٰنا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین۔	کی ہے کہ میں نے دیکھا کہ جب ایک محفل میں اس پر میں نے فتوٰی دیا تو ایک عالم کو بڑا تعجب ہوا اور خدا ہی کی جانب سے توفیق، اور بلندی تحقیق تک رسائی ہوتی ہے اور ساری خُوبیاں اللہ تعالٰی کے لئے جو سارے جہانوں کا رب ہے اور اللہ تعالٰی درود وسلام نازل فرمائے ہمارے آقا و مولٰی محمد اور ان کی آل واصحاب سب پر۔ آمین۔ (ت)

رسالہ ضمنیہ الظفر لقول زفر تمام ہوا۔